

بسم الله الرحمن الرحيم

گیارہویں شریف کیا ہے؟

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور

ملنے کا پتا:

جامع مسجد نمینہ

977-A بلاک بی III، گجر پورہ، چائنہ سیکم لاہور۔ 6823128

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

”گیارہویں شریف کیا ہے؟“

منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور۔

محمد عثمان علی یوسفی

حافظ محمد عظیم احمد یوسفی، محمد اعظم طاہر یوسفی

ابوبکر کمپوزنگ سینٹر۔ 6846677

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، محمد رضوان انور یوسفی

رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم۔ اے۔ ایل۔ بی۔)

مئی ۲۰۰۷ء بمطابق ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ

۳۵۰۰

۵۰ روپے

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

نام کتاب

مؤلف

پروگرامنگ

کمپوزر و ڈیزائنر

کمپوزنگ

پروف ریڈنگ

سن اشاعت

پہلی مرتبہ

ہدیہ

ناشرین

www.seedharastah.com

ویب سائٹ ایڈریس

info@seedharastah.com

ای۔ میل ایڈریس

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	نمبر شمار
۲	۱۔ جملہ حقوق۔
۳	۲۔ فہرست مضامین۔
۴	۳۔ بہ فیضانِ نظر۔
۵	۴۔ انتساب۔
۶	۵۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> ۔
۹	۶۔ گیارہویں شریف کیا ہے؟
۱۱	۷۔ عرسِ حضرت غوثِ اعظم <small>رحمۃ اللہ علیہ</small> ۔
۲۲	۸۔ ختم کے معانی۔
۲۹	۹۔ قرآنِ مجید ختم کرنے والوں پر فرشتوں کا درود۔
۲۹	۱۰۔ نزولِ رحمت۔
۲۹	۱۱۔ ختم قرآنِ مجید کے وقت حاضری۔
۳۰	۱۲۔ ختم قرآنِ مجید کی ایک اور روایت۔
۳۰	۱۳۔ اکٹھ برادری بموقع ختم قرآنِ مجید۔
۳۱	۱۴۔ ختم قرآنِ مجید کی محفل میں جانے کے لئے کھڑا ہونا۔
۳۲	۱۵۔ ختم قرآنِ مجید کے موقع پر دوستوں کو بلانا۔
۳۲	۱۶۔ ختم قرآنِ مجید کے موقع پر دُعا۔
۳۷	۱۷۔ عظیم الشان معجزہ دُعا اور برکت۔
۴۱	۱۸۔ رسولِ کریم <small>صلی اللہ علیہ وسلم</small> کی طرف سے قربانی۔
۴۲	۱۹۔ واقعہ نمبر ۱۔
۴۲	۲۰۔ واقعہ نمبر ۲۔
۵۲	۲۱۔ یارہویں شریف۔

بہ فیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،
نیرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،
پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ رسول، فانیِ الرسول،
پروانہٗ تو حید و رسالت، امینِ علمِ لدنی،
حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی
قدس سرہ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلہ گوجراں شریف چک نمبر ۷۶-اگ-ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اہل ایمان کے نام منسوب کرتا ہے جو اپنی زندگیاں اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ، اہل بیت عظام ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق بسر کرتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا کو مانتے ہیں، نیز نبی کریم ﷺ کے فیضانِ کرم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے روحانی تصرف کے قائل ہیں۔

نیاز کیش
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سوال: آپ کا اسم مبارک کیا ہے؟

جواب: آپ کا اسم مبارک عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

سوال: آپ کے والد گرامی کا اسم شریف کیا ہے؟

جواب: آپ کے والد گرامی کا اسم شریف (حضرت) ابوصالح موسیٰ جنگی دوست (رحمہ اللہ تعالیٰ) ہے۔

سوال: آپ کی والدہ شریفہ کا نام کیا ہے؟

جواب: آپ کی والدہ شریفہ کا اسم مبارک (حضرت) فاطمہ (رحمہا اللہ تعالیٰ) ام الخیر امتہ الجبارہ ہے۔

سوال: آپ کا سلسلہ نسب بیان کریں۔

جواب: آپ کا سلسلہ نسب والد گرامی کی طرف سے حضرت امام حسن رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے اور والدہ محترمہ کی طرف سے حضرت امام حسین رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ یعنی آپ شریف الطرفین اور صحیح النسب سید ہیں۔

سوال: آپ کس سن میں پیدا ہوئے؟

جواب: آپ ۴۷۵ھ یا ۴۷۶ھ میں پیدا ہوئے۔

سوال: آپ کس جگہ کس ماہ اور کس وقت پیدا ہوئے؟

جواب: آپ شہر جیلان میں یکم رمضان المبارک بوقت شب پیدا ہوئے۔

سوال: شہر جیلان کہاں ہے؟

جواب: یہ قصبہ بغداد شریف (عراق) کے قریب ہے۔

سوال: سنا ہے عہد رضاعت (یعنی دودھ پینے کی عمر) میں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک آپ دودھ نہیں پیتے تھے؟

جواب: آپ کی سیرت کی کتابوں میں ایسے ہی لکھا ہے۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت اور عطا سے ہے۔

سوال: آپ کس عمر میں تحصیل علم کے لئے بغداد شریف روانہ ہوئے؟

جواب: سن ۴۸۸ ہجری میں جب کہ آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال کی تھی۔ آپ بغداد شریف تشریف لائے۔ اور اُس وقت کے شیوخ، ائمہ کرام، بزرگانِ دین اور محدثین کی خدمت کا قصد فرمایا۔ اوّل قرآن مجید کو روایت و درایت اور تجوید و قرأت کے اسرار و رموز کے ساتھ حاصل کیا اور زمانہ کے بڑے محدثین اور اہل فضل و کمال و مستند علمائے کرام سے سماعِ حدیث مبارکہ فرما کر علوم کی تحصیل و تکمیل فرمائی حتیٰ کہ تمام اصولی، فروعی، مذہبی اور اختلافی علوم میں علمائے بغداد پر سے ہی نہیں بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے علماء سے سبقت لے گئے اور آپ کو تمام علماء پر فوقیت حاصل ہو گئی اور سب نے آپ کو اپنا مرجع بنالیا۔

سوال: آپ کی والدہ شریفہ نے بغداد شریف روانگی کے وقت کیا نصیحت فرمائی تھی؟

جواب: آپ کی والدہ شریفہ نے آپ کو رزقِ حلال کھانے اور سچ بولنے کی نصیحت فرمائی تھی۔

سوال: کیا آپ کے ”سچ بولنے“ سے کسی واقعہ کا تعلق ہے؟

جواب: آپ کی سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے۔ دورانِ سفر آپ کے قافلے کو ساٹھ لیٹروں نے لوٹ لیا۔ ایک مسلح لیٹرے نے آپ سے پوچھا آپ کے پاس کیا کچھ ہے؟ تو آپ نے سچ بولتے ہوئے فرمایا: میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ آپ کے سچ کی برکت سے ساٹھ ڈاکو اور لیٹرے تائب ہو گئے۔

سوال: آپ کے مرشد پاک کا اسم مبارک کیا ہے؟

جواب: آپ کے پیر و مرشد عارف باللہ کا نام حضرت شیخ قاضی ابوسعید مبارک بن علی مخزومی (رحمہ اللہ تعالیٰ) ہے۔

سوال: سلسلہ قادریہ کہاں سے شروع ہوتا ہے؟

جواب: سلسلہ قادریہ آپ کے اسم گرامی عبدالقادر کی نسبت سے آپ ہی سے شروع ہوتا ہے۔

سوال: آپ کی عبادات کی کیفیت کیا ہے؟

جواب: آپ چالیس سال تک پابندی کے ساتھ عشاء کی نماز کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے رہے پندرہ سال ہر رات میں پورا قرآن مجید ایک بار ختم فرماتے رہے۔ پچیس سال آپ نے جنگلوں میں تنہائی سے گزارے۔

سوال: کیا آپ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے تھے؟

جواب: پڑھتے تھے۔

سوال: کیا تہجد کیلئے سونا ضروری نہیں ہوتا؟

جواب: جی ہاں! تہجد کے لئے سونا ضروری ہے۔

سوال: پھر آپ کی نماز تہجد کی ادائیگی کیسے ہوتی تھی؟

جواب: آپ رات کے کسی پہر میں بیٹھے بیٹھے اُنگ لیتے تھے اور بیٹھے بیٹھے اُنگ لینے یا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: آپ کے حالات و واقعات زندگی جاننے کے لئے کون کون سی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے؟

جواب: آپ کے حالات زندگی کے لئے

(۱) نزہۃ الخاطر الفاتر - (۲) تفریح الخاطر - (۳) اخبار الاحیاء

(۴) ہجۃ الاسرار - (۵) نفحات الانس کا مطالعہ کریں۔

سوال: بعض لوگ یہ پڑھتے ہیں ”یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیعۃ اللہ“ کیا ایسا کہنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! کوئی حرج نہیں ان کلمات کا مطلب ہے۔ ”اے بزرگ قادر کے بندے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے لئے میری مدد کریں۔“ اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں۔

گیارہویں شریف کیا ہے؟

سوال:- گیارہویں شریف کیا ہے؟

جواب:- یہ ایک تاریخ ہے جس کا تعلق ایک عظیم روحانی اور بزرگ شخصیت سے ہے۔

سوال:- اُس بزرگ شخصیت کا اسم شریف کیا ہے؟

جواب:- اُس بزرگ شخصیت کا نام ہے حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ۔

سوال:- کیا یہ وہی بزرگ ہیں جنہیں لوگ پیر پیراں اور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں؟

جواب:- جی ہاں!

سوال:- بعض لوگ گیارہویں شریف کی مخالفت کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:- اس کی وجہ صرف اور صرف لاعلمی اور بے خبری یا ضد برائے ضد ہے۔

سوال:- یہ کوئی معقول جواب نہیں۔ آخر جو لوگ گیارہویں شریف کی مخالفت کرتے

ہیں وہ اپنے فرقہ کے نامور لوگ ہیں۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ لاعلم اور بے خبر ہیں

آخر مخالفت کی کوئی وجہ تو ہوگی؟

جواب:- نامور ہونا کوئی دلیل نہیں ہے۔ نامور ہونے کے باوجود انسان کسی نہ کسی

بات سے بے خبر ہو سکتا ہے۔

سوال:- گیارہویں شریف میں آخر کیا بات ہے جو وجہ نزاع ہے؟

جواب:- مخالفین کی خود ساختہ وجہ ہو سکتی ہے۔ مگر نہ گیارہویں شریف میں جھگڑنے

والی کوئی بات نہیں۔ تمام فرقے گیارہویں والی سرکار، حضرت غوثِ اعظم شیخ سید

عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ بلکہ غیر مقلدین انہیں اپنا پیر کہتے

ہیں اور دیوبندی بھی اُن سے اپنی نسبت کرتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں اور اپنے

آپ کو ”قادری“ بھی لکھتے ہیں۔

سوال:- مہربانی فرما کر مختصر بتادیں یہ گیارہویں شریف ہے کیا؟

جواب:- علامہ یافعی قادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: گیارہویں کی اصل یہ ہے کہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ حضور نبی کریم ﷺ کی جناب میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے ہر سال ۱۱ ربیع الآخر کو ختم شریف دلویا کرتے تھے۔ وہ نیاز اتنی مقبول و مرغوب ہوئی کہ اس کے بعد آپ ہر ماہ گیارہ تاریخ کو نبی کریم ﷺ کا ختم دلانے لگے آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز خود حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف مشہور ہو گئی۔ آج کل لوگ آپ کا عرس مبارک بھی گیارہ ربیع الآخر کو کرتے ہیں۔ ۱۔

سوال:- ہر ماہ گیارہویں شریف کا ختم کیوں ہوتا ہے؟

جواب:- حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ جس ذوق و شوق سے سرور کائنات ﷺ کا عرس مقدس ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو منعقد فرماتے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے ایسا مقبول عام عطا فرمایا کہ آپ کے وصال کے بعد خود آپ کی فاتحہ شریف کیلئے بھی ہر ماہ گیارہ تاریخ مقبول ہو گئی۔ چنانچہ دیگر مشائخ عظام کا عرس تو سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے لیکن غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ بزرگانِ دین نے آپ کا عرس مبارک ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو مقرر فرما دیا۔ ۲۔

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ جو محدثین کے امام ہیں تحریر فرماتے ہیں ”ہم نے اپنے سردار امام و عارفِ کامل شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ العزیز کو فرماتے ہوئے سنا۔ علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں ہمارے دیگر مشائخ عظام کے نزدیک بھی گیارہویں شریف مشہور و متعارف ہے۔“ ۳۔

سوال:- کیا جس طرح آج کل گیارہویں شریف کا اہتمام ہوتا ہے پچھلی صدیوں میں بھی ایسا ہوتا تھا؟

۱۔ قرۃ الناظرۃ و خلاصۃ المفاحر ص ۱۱-۲ وجہ الصراط ص ۱۸۳، از حضرت علامہ محمد بن حضرت ملا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ ۳۔ ماہیت من السنۃ ص ۱۲۷۔

جواب: جی ہاں! حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

”حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ اور شہر کے اکابر وغیرہ جمع ہوتے۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک قرآن شریف کی تلاوت کرتے اور سرکارِ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں قصائد اور منقبتیں پڑھتے۔ نماز مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے آس پاس مریدین حلقہ بنا لیتے اور ذکر جہر شروع ہوتا اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کے بعد جو طعام شیرینی یا نیاز تیار ہوتی، تقسیم کی جاتی اور نمازِ عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہوتے۔“

اسی طرح اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے محترم استاد ملا جیون رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے ”وجیز الصراط“ میں علامہ غلام سرور لاہوری ”خزینۃ الاصفیاء“ جلد ۱ ص ۹۹ میں داراشکوہ ”سفینۃ الاولیاء“ ص ۷۲ میں اور حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمہ نے ”تحفہ قادریہ“ ص ۹۰ میں آپ کے عرس شریف کے متعلق ثبوت پیش کئے ہیں۔

گیارہویں شریف ایک مستحب اور نیک عمل ہے۔ یہ موجودہ دور کی ایجاد نہیں بلکہ غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اسلاف کا قدیم سے طریقہ ہے اور صالحین کی پسندیدہ چیز پر عمل کرنے کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی موجود ہے: مَا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ حُسْنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ ۝ یعنی جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

عرس حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اخبار الاخبار شریف میں حضرت امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۸۷۲ھ تا ۹۹۷ھ) کے

۴ ملفوظات عزیز ص ۶۲ (فارسی)۔ ۵ موطا امام محمد ص ۱۰۴، کتاب الروح ص ۱۰ رد المحتار ص ۵۱۸ ہمعات فارسی ص ۲۱، بستان العارفین عربی جلد ۹ ص ۳، نصب الراية للزيلعي جلد ۴ ص ۱۳۳، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۷۸۔

حالات قلمبند فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

یازدھم ماہ ربیع الآخر عرس غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کرد و فرمود از صاحبان تقدم نباید کرد و طعامی کہ پختہ بودند بخش کرد ۱۔ ”ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو عرس غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کرتے اور فرماتے کہ پہلے لوگ اس کا اہتمام کرتے اور کھانا پکاتے اور تقسیم کرتے۔“

سوال:- ظاہراً اس میں تو ناراضگی یا مخالفت والی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ مخالفین وہ کونسا نکتہ نکالتے ہیں جو ان کے نزدیک قابل اعتراض ہے؟

جواب:- اس بات کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ ۱۱ تاریخ بھی دیگر مشہور تاریخوں کی طرح ایک تاریخ ہے۔ گیارہ کا عدد کوئی خوفناک نہیں دس کے بعد گیارہ آتا ہے اور بارہ سے پہلے گیارہ آتا ہے۔ جیسے ۱۱ اگست ایک مشہور تاریخ ہے جس میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ لیلة القدر ۲۷ رمضان المبارک کی وہ تاریخ ہے جس میں قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا تھا۔ ۱۲ ربیع الاول شریف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخ ہے۔ ۲۵ دسمبر قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کی تاریخ پیدائش ہے۔ ۱۰ محرم الحرام شہداء کربلا اور ان کے ساتھ امام عالی مقام حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تاریخ ہے۔ محولہ بالا تاریخوں میں محولہ بالا شخصیات اور واقعات کا تذکرہ ہوتا ہے اور جب گیارہ تاریخ آتی ہے تو حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر پاک ہوتا ہے۔

سوال:- کیا مخالفین اس بات سے ناراض ہوتے ہیں کہ غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر کیوں کیا جاتا ہے؟

جواب:- نہیں کچھ کہ نزدیک یہ وجہ تو نہیں۔

سوال:- تو کیا وجہ ہے؟

جواب:- وجہ یہ ہے کہ جب گیارہویں شریف کا ختم شریف دلویا جاتا ہے تو گیارہویں منانے والے صحیح العقیدہ لوگ کہتے ہیں یہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں شریف

ہے۔ اگر لوگ دیکیں پکاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ غوث پاک (ﷺ) کی گیارہویں شریف کی دیکیں ہیں۔ یا کہتے ہیں کہ یہ غوث پاک (ﷺ) کی نیاز ہے اور ناراضگی کی صرف یہی وجہ ہے۔ اعتراض کرنے والے کہتے ہیں یہ نہ کہو کہ یہ غوث پاک (ﷺ) کی نیاز ہے یا غوث پاک کی دیگ ہے بلکہ یہ کہو کہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے اور اس کا ثواب شیخ سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے لئے ہے۔

در اصل بات ایک ہی ہے کیونکہ اصل مقصد ثواب پہنچانا ہے یہ لوگ گیارہویں شریف کے خلاف باتیں کر کے اس پر بلا وجہ اڑے ہوئے ہیں حالانکہ غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام رکھنے سے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ بس یہ لوگ اپنی گروہی ذہنیت اور فرقہ وارانہ سوچ کا تحفظ کر رہے ہیں۔

سوال:- کیا صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اپنے وصال شدہ عزیزوں کے لئے کوئی چیز اُن کے نام لگا کر ایصالِ ثواب یا تحفہ یا نذرانہ یا نیاز دیتے تھے؟

جواب:- جی ہاں!

سوال:- کوئی مثال پیش کریں۔

جواب:- ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا: یَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بَرًّا قَالَ هَذِهِ لَأُمِّ سَعْدٍ ۖ
”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی۔ (حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے لیے ہے؟“

اس حدیث پاک کی بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اس کے راوی کے نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۴۳، ابن ماجہ ص ۱۹۹، مشکوٰۃ ص ۱۶۹، تیسیر الباری (غیر مقلد) جلد ۲ ص ۲۲، غیر مقلدین کا ترجمان ہفت روزہ ”الاعتصام“ جلد ۳۲ شمارہ ۱۲-۱۳، ۱۲۴، اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

حضرت حسن بصری (رضی اللہ عنہ) نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا۔
 ”فَتِلْكَ سِقَايَةُ آلِ سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ“ (مدینہ شریف میں ”سقایہ آل سعد“
 کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد
(رضی اللہ عنہ) نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی ”سقایہ آل سعد“ کے نام
 سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری (رضی اللہ عنہ) کی اس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اس
 حدیث پاک کا استنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے، (من وعن از تحقیق مسئلہ ایصال
 ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیوبندی، شائع کردہ مکتبۃ الفرقان)

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ میں حدیث پاک درج ہے جس میں سرکارِ
 کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا: سَقَى الْمَاءِ
 ”پانی پلانا“ ”فَتِلْكَ سِقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ“ ”یہ تو مدینہ شریف میں
 (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے“۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۴ میں وحید
 الزماں صاحب نے اسی روایت کا حوالہ دیا ہے)

اب بھی خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے بعض لوگ
 سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے
 ساتھ پانی اور دودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات
 بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں
 ایصالِ ثواب کی نیت سے لگانا، ان سب کا ماخذ یہ حدیث مبارکہ ہے۔ ثواب بخشے
 وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا جائز ہے کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو
 پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میّت کا نام (یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی بندے کا
 نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے اس کنویں کو اپنی
 والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا۔“ ۱۔

نوٹ: مذکورہ بالا حدیث مبارکہ میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے۔ ایسا سوچنے والے اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی اصلاح کریں۔

(۲) حضرت سعید بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم ﷺ کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اور اُن کی والدہ کے وصال کا وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیت کر جاؤ۔ اُنہوں نے کہا کہ کس چیز کی وصیت کر جاؤں؟ سب مال (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے قبل ہی اُن کا انتقال ہو گیا۔ جب (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) آئے تو اُن سے اس کا تذکرہ کیا گیا۔ اُنہوں نے رسول کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا:-

يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ يَنْفَعُهَا إِنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطٌ كَذَاوُ كَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَائِطٍ سَمَاهُ ۝
”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اُس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں فلاں باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے۔“

(۳): ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اُس میں اس طرح ہے کہ:-

أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّهُ تُوفِّيَتْ أَفَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ لِي مَخْرَفًا فَاشْهَدُكَ إِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا ۝

”کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں اگر اُن کے واسطے کچھ صدقہ کیا جائے تو کیا اُن کو اس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ہوگا۔ (اُس شخص نے) عرض کیا: میرا ایک باغ ہے اور میں آپ ﷺ کو

گواہ کرتا ہوں کہ وہ باغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں۔“

(۴): بخاری شریف میں اسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان اس طرح ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا:۔

”إِنَّ حَائِطِي الْمِخْرَافِ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا“ ۱۱

”کہ میرا باغ مخراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے۔“

کیا عظیم لوگ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ وہ اپنے اعمال پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا لیتے اور اپنے اعمال پر قبولیت کی مہر لگوا لیتے تھے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غلط معاملہ میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

ایک حدیث پاک میں ذکر ہے جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک غلام دیا تو اُن کی بیوی حضرت عمرہ بن رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملہ میں گواہ بنالو۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”میں بیٹے کو غلام دینے کے معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا نعمان کے علاوہ تیرا اور بھی کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو سب لڑکوں کو غلام دے گا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: میں ایسے عطیہ میں گواہ نہیں بنوں گا۔“ ۱۲

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد ۱ ص ۳۸۶ پر بَابِ إِذَا قَالَ أَرْضِي أَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ لِلَّهِ عَنْ أُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ لَمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذَالِكَ ۱۳ (باب: اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ میری ماں کی طرف

۱۱ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۷ تیسیر الباری جلد ۴ ص ۲۲ فتح الباری جلد ۵ ص ۴۹۶ عمدة القاری جلد ۷ جز ۱ ص ۵۶ تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۷ تفہیم البخاری جلد ۴ ص ۳۱۸-۱۲ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۴۴ (کتاب البیوع) ۱۳ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶

سے صدقہ ہے، تو جائز ہوگا گو یہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے) کے تحت محولہ بالا حدیث شریف نمبر ۴ نقل فرمائی ہے۔ جس کے حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔

وَفِيهِ أَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ يَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ وَيَنْفَعُهُ ۱۴ ”اس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ صدقہ کا ثواب اور نفع یقیناً وصال شدہ لوگوں کو پہنچتا ہے۔“

(۵): اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

إِنَّ أُمِّي افْتُلِيتْ نَفْسُهَا وَارَاهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ أَفَا تَصَدَّقَ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقَ عَنْهَا ۱۵ ”میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے، میرا خیال ہے اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کی طرف سے صدقہ کرو۔“

مذکورہ بالا حدیث پاک امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوَفِّي فُجَاءَةً أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ وَقَضَاءِ النُّذُورِ عَنْ الْمَيِّتِ“ ۱۶ (کوئی اچانک فوت ہو جائے تو مستحب یہ ہے کہ اُس کی طرف سے صدقہ کریں اور میت کی طرف سے نذر پوری کریں کے باب) میں لکھی ہے۔

(۶): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ ۱۷ ”جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اُس سے اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین اعمال کا تعلق

۱۴ ایضاً۔ ۱۵ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶۔ ۱۶ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶ فتح الباری جلد ۵ ص ۲۸۲ عمدة القاری جلد ۷ جز ۱ ص ۵۵۔ ۱۷ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۷۸ شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۳ مشکل الآثار جلد ۱ ص ۹۵ کنز العمال جلد ۱ ص ۹۵۲ ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۴ مشکوٰۃ ص ۳۲ ابن کثیر جلد ۷ ص ۴۴۰ مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸ الاعتصام ہفت روزہ (غیر مقلد) ص ۲۰۲/۱۲ جلد ۳۲ شمارہ ۱۴-۱۳ اکتوبر ۱۹۸۰۔ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱۔

(اُس سے ختم نہیں ہوتا) (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ (۳) یا اولاد صالح جو اُس کے لیے دُعائے خیر کرتی ہے۔

منظور احمد نعمانی دیوبندی نے یہاں لکھا ہے ”یہ تین سلسلے یا ان میں ایک دو بھی اگر مرنے کے بعد کوئی خوش نصیب چھوڑ گیا ہے تو اُن سے اُس کو برابر ثواب پہنچتا رہے گا۔“ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

”مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھایا۔ اُس کے بعد سکھانے والا مر گیا۔ پھر اُس کے اُس شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھایا اور علیٰ ہذا القیاس اُس کے بعد یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو اُس معلم اوّل کو بھی اُس کے ثواب کا حصہ ملتا رہے گا۔ حالانکہ بعد میں اس تعلیم و تعلم کا جاری رکھنا ظاہر ہے کہ اُس پہلے شخص کا ذاتی عمل نہ ہوگا۔ لیکن اُس سلسلہ خیر میں چونکہ یہ ایک واسطہ بنا تھا۔ اس لیے اس سلسلہ کا ثواب اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ یہی حال صدقہ جاریہ کا بھی ہے۔“ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

مذکورہ بالا حدیث شریف نمبر اسے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ کسی چیز کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے نامزد کر دیا جائے تو وہ چیز حرام یا ناجائز نہیں ہو جاتی۔ سوال:- کیا قرآن مجید میں اسی طرح مخلوق کی طرف نسبت یا نامزدگی کا ذکر آتا ہے؟ جواب:- جی ہاں! چند آیات مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے **هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَافِي الْأَرْضِ جَمِيعًا** (البقرة: ۱۸۴) ”وہی ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ تمہارے لئے بنایا ہے۔“

(۲) **وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ** (البقرة: ۱۸۴) ”اور جنہیں اس (یعنی روزہ رکھنے) کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔“

(۳) **فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ** (البقرة: ۲۵۹) ”اپنے کھانے اور اپنے پانی کو دیکھو اب تک بونہ لایا۔“

(۴) وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ أَتَوَكَّوْا عَلَيْهَا وَاهْبُشُوا بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي (طہ: ۱۷، ۱۸) ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے فرمایا ”اور تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ (علیہ السلام)؟“ عرض کیا یہ میرا عصا ہے۔ میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں۔“

(۵) وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَنِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ (الانبیاء: ۷۸) ”اور (حضرت) داؤد (علیہ السلام) اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو یاد کرو جب کھیتی کے ایک جھگڑے کا فیصلہ کرتے تھے جب رات کو اُس میں کچھ لوگوں کی بکریاں چھوئیں۔“

محولہ بالا پانچ آیات مبارکہ کو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان میں ہے (۱) تمہارے لئے (۲) مسکین کا کھانا (۳) تمہارا کھانا اور تمہارا پانی (۴) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی بکریاں (۵) لوگوں کی بکریاں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود فرمایا: اے لوگو! زمین میں جو کچھ ہے سب کچھ تمہارے لئے ہے بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو جنتیں بھی ایمان والوں کے نامزد فرما دی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ (البقرة: ۲۵) ”اور (اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم) اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اعمال صالح کرتے ہیں خوشخبری سنا دیں اُن کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔“

خیال غالب یہی ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز غیر اللہ کے نام لگا دی جائے وہ حرام ہو جاتی ہے پھر تو یہ جنت میں بھی نہیں جائیں گے کیونکہ وہ غیر اللہ کے نامزد ہونے کی وجہ سے ان کے غیر اسلامی عقیدے کے مطابق ان پر حرام ہو چکی ہے سوال:- جو لوگ یہ کہتے ہیں جس چیز پر غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے وہ کیا دلیل پیش کرتے ہیں؟

جواب :- ان لوگوں نے قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ اپنے دعوے کے لئے دلیل بنا رکھی جس کا یہ لوگ اپنے غلط عقیدے کی تعمیر کے لئے غلط ترجمہ کرتے ہیں۔ وہ آیت مبارکہ قرآن مجید کے مختلف مقامات پر چار مرتبہ آتی ہے: (۱) البقرة: ۱۷۳ (۲) المائدة: ۳ (۳) الانعام ۱۴۵ اور (۴) النحل: ۱۱۵

آیت قرآنی یہ ہے: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخَنَازِيرِ وَمَا اَهْلٌ بِهِ لَغَيْرِ اللَّهِ^ج ”سوائے اس کے نہیں تم پر حرام کیا گیا مردار بہتا ہوا خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جس کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے“ یہ وہ آیت مبارکہ ہے جس کا ترجمہ غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات نے کیا ہے کہ ”جس چیز پر اللہ کے سوا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہے“ چند تراجم ملاحظہ فرمائیں: (۱) اور جو کچھ پکارا جائے اوپر اُس کے سوائے خدا کے (البقرة) اور وہ چیز کہ بلند آواز کی جائے واسطے غیر خدا کے۔ (المائدة) شاہ رفیع الدین

(۲) اور جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا (البقرة) اور جس چیز پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کا (المائدة) شاہ عبدالقادر۔

فتح محمد جالندھری، حافظ محمد لکھوی، ڈپٹی نذیر احمد، احمد علی لاہوری، محمود الحسن دیوبندی، وحید الزماں (غیر مقلد)، عبد الماجد دریابادی اور عبد اللہ یوسف علی وغیرہ (غیر مقلد) صاحبان نے بھی محولہ بالا تراجم کی طرح ترجمہ کیا ہے۔ جبکہ اشرف علی تھانوی، غلام احمد حریری، مفتی محمد شفیع اور احمد سعید صاحبان نے ترجمہ کیا ہے کہ ”جس چیز کو غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو اور جو جانور غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو“۔

حالانکہ وَمَا اَهْلٌ بِهِ لَغَيْرِ اللَّهِ میں ”نامزدگی“ کے معنوں والا کوئی لفظ نہیں۔ من گھڑت اور غلط تراجم نے لوگوں میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے۔ ان مذکورہ بالا حضرات کے پیروکار آنکھیں بند کر کے جس چیز کو چاہتے ہیں حرام قرار دیتے ہیں۔ لیکن لطف کی بات ہے کہ یہ لوگ ایک طرف گیارہویں شریف، نذر و نیاز اور ختم شریف کو حرام قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف وہیں بیٹھ کر خوب سیر ہو کر ڈٹ کر کھاتے ہیں۔

سوال :- پیچھے جو آیت مبارکہ بیان کی گئی ہے اس کا صحیح ترجمہ کس کس نے کیا ہے؟
 جواب :- اس سلسلہ میں معلومات کے لئے پہلے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ عربی سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کا اعزاز سب سے پہلے حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ نے اور برصغیر پاک و ہند میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے حاصل کیا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے جو درج ذیل ہے؟
 ”وآنچه آواز برداشته شود در وقت ذبح برائے غیر خدا“ و ”آنچه آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا“۔ (شیخ سعدی علیہ الرحمہ اور شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ)
 ان تراجم کے معنی ہیں ”اور یہ کہ ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام بلند کیا جائے تو جانور حرام ہو جائے گا“۔

امام احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی نے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ میں لکھا ہے ”اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ حرام ہے“۔
 عربی مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے کہ جس جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کی بجائے باسم فلاں بن فلاں کہا جائے گا وہ جانور حرام ہو جائے گا۔ ۱۸

سوال :- کیا گیارہویں شریف فرض ہے؟
 جواب :- نہیں!

سوال :- تو پھر کیا ہے؟
 جواب :- نقلی عمل ہے۔

سوال :- اگر کوئی گیارہویں شریف کا ختم شریف نہ دلوائے تو کیا وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا؟
 جواب :- نہیں!

سوال :- اگر کوئی ختم شریف دلوائے تو کیا وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا؟

۱۸ تفسیر ابن عباس ص ۱۸، الصاوی علی الجلائین جلد ۱ ص ۷۱، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۷۰-۶۹، معالم و خازن جلد ۱ ص ۱۱۹، البیضاوی ص ۴۰، تفسیر کبیر جلد ۱ ص ۳۸۱، درمنثور جلد ۱ ص ۱۴۸، تفسیر قرطبی جلد ۲ ص ۲۲۳، تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۲۱، علاوہ ازیں بیسیوں تفاسیر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

جواب: نہیں!

سوال: کیا گیارہویں شریف سے روکنا جائز ہے؟

جواب: نہیں! گیارہویں شریف ایک نیک عمل ہے اور نیک کام سے روکنا شیطان کا طریقہ ہے۔

سوال: کیا گیارہویں شریف کے لئے تاریخ اور وقت مقرر کرنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں ہے۔ ہر کام تاریخ اور وقت مقرر کر کے کیا جاتا ہے۔

سوال: اگر گیارہویں شریف کا ختم شریف گیارہ تاریخ کے پہلے یا بعد میں کیا جائے تو کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ گیارہویں شریف کا ختم شریف سارا مہینہ یا سارا سال جب چاہیں جس وقت چاہیں کر سکتے ہیں۔ اس کے منعقد ہونے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے۔

سوال: عام مہینوں میں گیارہویں شریف کو گیارہویں شریف کہتے ہیں لیکن جب ربیع الآخر کے مہینہ میں گیارہویں شریف کے پروگرام منعقد ہوتے ہیں تو انہیں ”بڑی گیارہویں شریف“ کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ ربیع الآخر کا مہینہ غوثِ اعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے وصال کا مہینہ ہے اور اس مہینہ میں عام مہینوں کے مقابلے میں بڑے وسیع پیمانے پر حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذکر خیر کی محافل سجائی جاتی ہیں۔ اُن کی سیرتِ مبارکہ، کردارِ اعمال اور کرامات بیان کی جاتی ہیں۔ اس لئے انہیں بڑی گیارہویں شریف کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی وجہ نہیں، نیز یہ مہینہ آپ کے عرسِ مبارک کا مہینہ ہے۔

سوال: ختم شریف کے لئے کوئی خاص چیز مخصوص ہے؟

جواب: ہر گز نہیں! اعلیٰ قیمت اور کم قیمت جو چیز بھی ہو اُس کو ختم شریف میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ چیز حلال مال سے ہو۔ رشوت اور سود کے مال اور لوٹی

ہوئی دولت اور مال و اسباب سے نہ ہو۔

سوال :- کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی گیارہویں شریف کا ختم دلویا تھا؟

جواب :- غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس دور میں نہیں تھے۔ آپ تو ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گیارہویں شریف کا ختم دلوانے کا سوال کرنا ہی بے معنی ہے۔ ہاں البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے وصال شدہ والدین کے لئے صدقات و خیرات کرتے تھے کنویں کھدواتے تھے باغات کے پھل ایصالِ ثواب کے لئے تقسیم کرتے تھے۔ وہ صدقہ و خیرات کرتے تھے۔ جس کی تفصیل آپ پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ آج کے دور میں صدقہ و خیرات کے ساتھ ختم شریف کا لفظ لگا دیتے ہیں۔

سوال :- یہ ختم شریف کیا ہوتا ہے؟

جواب :- یہ چند سورتیں پڑھ کر دُعا کرنے کا نام ہے۔

سوال :- ایک آدمی کہتا تھا جو چیز ختم ہوگئی وہ ختم ہوگئی۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب :- یہ معنی ناراضگی اور ضد کے ہیں۔ مقام غور ہے جب کسی چیز کے بارے میں ختم کا لفظ بولتے ہیں مثلاً ایک شخص نے قرآن مجید کی تلاوت شروع کی، سورۃ الفاتحہ سے لے کر والناس کی س تک پہنچ گیا تو اُس نے کہا کہ میں نے قرآن مجید ختم کر لیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شروع سے آخر تک پڑھ لیا ہے۔ ان معنوں میں لفظ ختم استعمال ہوتا ہے۔ اب ختم شریف کے معنی سمجھئے کہ قرآن مجید اور چند سورتیں پڑھیں اور درود شریف اور دُعا پر کلام کو مکمل کیا تو اس کو ختم شریف کا نام دے دیا گیا ہے۔ ہر معاشرے اور سوسائٹی میں اظہارِ مقصد کے لئے کچھ لفظ بولے جاتے ہیں جن کی غرض سوائے مقصد ظاہر کرنے کے کچھ نہیں ہوتی۔ ایسے ہی لفظ ختم شریف۔

”ختم شریف“ کے بارے میں جاننے کے لئے ضروری ہے کہ یہ جانا جائے کہ لفظ ختم کے معانی کیا ہیں؟ اس لفظ کے استعمال کا آغاز کب ہوا؟ کس نے سب سے پہلے ”ختم“ کا لفظ ارشاد فرمایا۔ آج ختم شریف کا کیا مطلب لیا جاتا ہے۔

یہاں اُن لوگوں کی نادانی اور بے علمی پر بحث نہیں ہوگی جو لفظ ”ختم“ کا مذاق اڑاتے ہیں کیونکہ ایسے لوگوں کا فہم و فراست اور علم و شعور سے کوئی تعلق نہیں۔ اُن کا مذہب اسلام نہیں بلکہ اُن کا مذہب ٹھٹھہ مذاق اور یا وہ گوئی ہے۔

ختم کے معانی:

ختم کا لفظ عربی زبان کا لفظ ہے اور مذکر ہے۔ اس کے معانی ہیں: اخیر، انجام، انتہا، تمام، اتمام یعنی پورا کرنا، تکمیل، انجام کو پہنچانا۔

اردو لغت میں ”ختم“ کے مختلف معانی ہیں۔ قرآن شریف کے ختم ہونے کا نظام فاتحہ نذر نیاز، ختم کرنا، تمام کرنا، انجام کو پہنچانا، فاتحہ دلوانا، قرآن مجید کا تمام کرنا، ختم ہونا، قرآن شریف کا پورا ہونا۔

عربی لغت اور محاورے کی رو سے ”ختم“ کے معانی ”بند کرنے“، ”کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے“، ”آخر تک پہنچ جانے“ اور ”مہر لگانے“ کے ہوتے ہیں۔ اسماعیل الجوہری ”الصحاح“ میں لکھتے ہیں ”ختم اللہ له بخیر“ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کا خاتمہ بالخير فرمائے۔ ”و ختمت القرآن بلغت آخره“ یعنی میں نے قرآن مجید ختم کر لیا اور آخر تک پہنچ گیا۔

”ختم“ کا لفظ قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کی نورانی زبان وحی ترجمان سے نکلا ہوا مبارک اور مقدس لفظ ہے جس کا قرآن مجید اور مختلف کتب احادیث میں ذکر آتا ہے۔ ذیل میں آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

فہم و فراست اور علم و شعور اور عقل سے عاری لوگ مذاقاً اور ٹھٹھہ کے طور پر کہتے ہیں ختم کے معانی ہیں ختم، یعنی جو ختم ہو گیا وہ ختم ہو گیا، مٹ گیا۔ اب پیچھے کیا رہ گیا تو اس کا کیا فائدہ؟ ایسی گفتگو محض کم علمی، نادانی اور بے خبری کے سوا کچھ نہیں اگر ایمان اور علم سے دشمنی نہ ہوتی تو ایسی بات نہ کہی جاتی۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے کتاب التفسیر میں ایک باب باندھا ہے۔

”باب فی کم یقرأ القرآن“ ۱۹۔ ان الفاظ کا ترجمہ وحید الزماں غیر مقلد کرتے ہیں ”قرآن شریف کتنے دن میں ختم کرنا چاہئے۔“

اس باب میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث شریف نقل کی ہے جس میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے میرے روزوں اور تلاوت قرآن مجید کے بارے میں سوال فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیف تختم؟ ”تم قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم کرتے ہو؟“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کل لیلة ”ہر رات میں ایک ختم کرتا ہوں۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اقرأ القرآن فی کل شهر ”ہر مہینے میں قرآن مجید کا ایک ختم کیا کر۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اطیق اکثر من ذلک ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اقرأ فی کل سبع لیال مرة ”پھر قرآن مجید کا ختم سات راتوں میں ایک بار کر۔“ ۲۰

اس حدیث شریف کی تشریح میں وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ”دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ نے پہلے ایک ماہ میں ختم کرنے کے لئے فرمایا پھر پچیس دن میں پھر بیس دن میں پھر پندرہ دن میں پھر پانچ دن میں..... سعید بن منصور نے ابن مسعودؓ سے نکالا کہ قرآن تین دن سے کم میں ختم نہ کرو... نووی نے کہا مختار یہ ہے کہ اس میں کوئی خاص حد مقرر نہیں۔ بلکہ ہر شخص کی حالت، قوت اور فرصت پر منحصر ہے۔ بہر حال وہاں تک پڑھ سکتا ہے جب تک خستگی اور ماندگی پیدا نہ ہو..... اور بہت

سے سلف سے ثابت ہوا ہے کہ انہوں نے تین دن سے کم میں قرآن شریف ختم کیا،
(تیسیر الباری جلد ۶ ص ۵۴۲ من وعن)

وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ”قسطانی نے کہا اور میں نے قدس شریف
۸۶۷ھ میں ایک شخص ابوالطاہرؒ کو دیکھا وہ رات دن میں قرآن کے پندرہ ختم
کرتے ہیں اور جن لوگوں نے قرآن کو ایک رکعت میں ختم کیا ہے وہ بہت سے لوگ
ہیں۔ اُن میں حضرت عثمان اور تمیم داریؒ اور سعید بن جبیرؒ اور رضی بکری فقیہہ (بھی
ہیں) وہ سارا قرآن ایک رکعت میں ختم کرتے تھے“

(تیسیر الباری جلد ۶ ص ۵۴۲ من وعن)
”الخیرات الحسان“ میں علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ نے
لکھا ہے، خارجہ بن مصعب نے کہا: ختم القرآن فی رکعة اربعة من
الائمہ ”قرآن مجید کو ایک رکعت میں ازاول تا آخر آئمہ میں سے چار حضرات نے
پڑھا اور وہ حضرت عثمان بن عفان، تمیم داری، سعید بن جبیر اور ابو حنیفہ ہیں (رضی اللہ عنہ) ۲۱
انہی سے روایت ہے: ختم القرآن فی رکعة داخل الکعبة
اربعة و عدد منهم ابا حنیفہ ”یہ کہ قرآن مجید کا ختم ایک رات میں بیت اللہ
شریف کے اندر چار حضرات نے کیا ہے اور ان چار حضرات میں حضرت امام ابو حنیفہ
(رضی اللہ عنہ) کو شمار کیا گیا ہے“ ۲۲

روی عن معاذ بن جبل و كانت طائفة تقرأ القرآن كله في ليلة
او رکعة و روى ذلك عن عثمان بن عفان و تمیم الداری و کان
سلیم یختم القرآن فی ليلة ثلاث مرات ذکر ذلك ابو عبيد و قال
صاحب التوضیح اکثر ما بلغنا قراءة ثمان ختمات فی اليوم و الليلة و
قال السلمی سمعت الشيخ ابا عثمان المغربي يقول ان ابن الكاتب

۲۱ الخیرات الحسان ص ۴۵ (بحوالہ سوانح بے بہا امام اعظم ابو حنیفہ ص ۷۸ تصنیف شاہ ابوالحسن زید
فاروقی نقشبندی مجددی چھاپہ شریف پور شریف) ۲۲ الخیرات الحسان ص ۳۴

یختم بالنہار اربع ختمات و باللیل اربع ختمات ۲۳

”حضرت معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہ) اور بعض دیگر حضرات سے متعلق مروی ہے کہ وہ ایک دن میں قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی اور تمیم داری رضی اللہ عنہما ایک رکعت میں قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے ذکر کیا کہ (حضرت سلیم (رحمہ اللہ تعالیٰ)) ایک رات میں تین بار قرآن پاک ختم کرتے تھے” صاحب توضیح نے کہا ہمیں بکثرت یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک دن اور رات میں آٹھ بار قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ (حضرت سلمی (رحمہ اللہ تعالیٰ)) نے کہا میں نے (حضرت شیخ ابو عثمان مغربی علیہ الرحمہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ (حضرت ابن کاتب (رحمہ اللہ تعالیٰ)) قرآن کریم دن میں چار بار اور رات میں بھی چار بار ختم کرتے تھے۔“

روی عن عثمان انه كان يقرأ القرآن في ركعة
يوتر بها ۲۴ و عن سعيد بن جبیر انه قرأ القرآن في ركعة في
الكعبة ۲۵ و عن تمیم الداری انه كان يقرأ القرآن في ركعة ۲۶
” (حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ)) کے متعلق روایت ہے، کہ وہ ایک رکعت
میں پورا قرآن مجید ختم کرتے تھے اور (حضرت سعید بن جبیر (رضی اللہ عنہ)) نے خانہ کعبہ
میں ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا اور (حضرت تمیم داری (رضی اللہ عنہ)) کے متعلق
روایت ہے کہ وہ (بھی) ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرتے تھے۔“

جامع ترمذی میں امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن ترمذی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے بارگاہ
رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عرض کیا ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کتنے
دنوں میں قرآن مجید ختم کروں؟“

۲۳ عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۶۰، تفہیم البخاری جلد ۷ ص ۸۰۹-۲۴ ترمذی جلد ۲ ص ۱۲۳
شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۵-۲۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۰، بحوالہ
طحاوی شریف جلد ۱ ص ۲۰۵، ترمذی جلد ۲ ص ۱۲۳-۲۶ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۰، بحوالہ طحاوی
شریف جلد ۱ ص ۲۰۵۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اختمہ فی شہر ”اسے ایک ماہ میں ختم کرو“
 حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: انی اطیق افضل
 من ذلک ”میں اس سے افضل طاقت رکھتا ہوں۔“
 رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اختمہ فی عشرين ”تم اسے بیس
 دنوں میں ختم کرو۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: انی اطیق
 افضل من ذلک ”میں اس سے افضل طاقت رکھتا ہوں۔“
 رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اختمہ فی خمسة عشر ”تم اس کو
 پندرہ دنوں میں ختم کرو۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: انی
 افضل من ذلک ”میں اس سے افضل طاقت رکھتا ہوں۔“
 رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اختمہ فی عشر ”تم اس کو دس
 دنوں میں ختم کرو۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: انی
 اطیق افضل من ذلک ”میں اس سے افضل طاقت رکھتا ہوں۔“
 رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اختمہ فی خمس ”تم اس کو پانچ
 دنوں میں ختم کرو۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: انی اطیق افضل
 من ذلک ”میں اس سے افضل طاقت رکھتا ہوں۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”رسول کریم ﷺ نے مجھے اس
 سے کم دنوں میں ختم کرنے کی اجازت نہ دی۔“ ۲۷ مذکورہ بالا روایات میں لفظ ”ختم“
 بار بار استعمال ہوا ہے اور خود نبی کریم ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے نکلا ہوا لفظ ہے۔

۲۷ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۹ ترمذی جلد ۲ ص ۱۲۳ فتح الباری جلد ۹ ص ۱۱۹ سنن دارمی جلد ۲ ص ۴۷۱

قرآن مجید ختم کرنے والے پرفرشتوں کا دُرود:

سنن داری میں امام الکبیر ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن فضل بن بہرام داری علیہ الرحمہ نے باب باندھا ہے: باب فی ختم القرآن ۲۸ ”ختم قرآن کا باب“۔ اس میں لکھتے ہیں:-

حضرت امام داری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ہم سے ابو مغیرہ نے بیان کیا، اُنہوں نے حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے، اُنہوں نے ”عبدہ“ سے، فرماتے ہیں: اذا ختم الرجل القرآن بنهار صلت علیہ الملائكة حتی یمسی و ان فرغ منه لیلا صلت علیہ الملائكة حتی یصبح ۲۹ ”جب کوئی شخص صبح کے وقت قرآن مجید ختم کرتا ہے تو فرشتے شام تک اُس پر دُرود بھیجتے ہیں اور اگر کوئی قرآن مجید ختم کر کے شام کو فارغ ہوتا ہے تو فرشتے صبح تک اُس پر دُرود بھیجتے ہیں“۔

نزولِ رحمت:

عن مجاہد: قال، تنزل الرحمة عند ختم القرآن ۳۰ ”(حضرت) مجاہد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ختم قرآن مجید کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے“۔

ختم قرآن مجید کے وقت حاضری:

(حدیثنا) سلمان بن حرب ثنا صالح المری عن ایوب عن ابی قلابہ رفعہ قال من شهد القرآن حین یفتح فکانما شهد فتحاً فی سبیل اللہ و من شهد ختمہ حین یختم فکانما شهد الغنائم حین تقسم ۳۱

۲۸ سنن داری جلد ۲ ص ۲۶۸-۲۹ داری جلد ۲ ص ۲۶۹-۳۰ جلاء الافہام ص ۲۳۲-۳۱ داری جلد ۲ ص ۲۶۸ (دار الکتاب العلمیہ)۔

حدیث شریف بیان کی ہم سے سلیمان بن حرب نے، اُنہوں نے صالح مری سے، اُنہوں نے ایوب سے، اُنہوں نے حضرت ابوقلابہ سے، اُنہوں نے فرمایا: ”قرآن مجید شروع ہونے کے وقت حاضر ہونا ایسا ہے جیسے فتح فی سبیل اللہ کے وقت حاضر ہونا ہے اور (قرآن مجید) جب ختم ہو رہا ہو تو (اُس کے) ختم (شریف) کے وقت حاضر ہونا ایسے ہے جیسے مال غنیمت کی تقسیم کے وقت حاضر ہوا جاتا ہے۔“

ختم قرآن مجید کی ایک اور روایت:

”جلاء الافہام“ میں ابن قیم الجوزی نے لکھا ہے، ستر ہواں موقع درود شریف پڑھنے کا (بوقت) دُعا ہے و قد نص الامام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ علی الدعاء عقب الختمة ”(حضرت) امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے نص سے ثابت کیا ہے کہ ختم قرآن کے بعد دُعا کی جائے“ (ص ۲۳۱)۔

اکٹھ برادری بموقع ختم قرآن مجید:

حضرت ابو الحارث رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے:

(۱) کان انس اذا ختم القرآن جمع اہله و ولده ۳۲ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید ختم کرتے تو اپنے اہل و اولاد کو جمع کرتے، اس روایت کو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے مجمع الزوائد میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

(۲) حضرت یوسف بن موسیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے: و قد سئل عن الرجل یختم القرآن فیجتمع الیہ قوم فیدعون؟ قال: نعم، رایت معمرًا یفعله اذا ختم ۳۳ ”اور اُن سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی قرآن مجید ختم کرتا ہے اور لوگ اُس کے پاس اکٹھے ہو کر دُعا کرتے ہیں۔ فرمایا: ہاں! میں نے معمر کو دیکھا ہے کہ جب ختم قرآن مجید ہوتا تو ایسا ہی کرتے۔“

۳۲ جلاء الافہام ص ۲۳۱ (مطبوعہ دارالکتب العربی بیروت لبنان) - ۳۳ جلاء الافہام ص ۲۳۱ دارمی جلد ۲ ص ۲۶۹ (عن ثابت)۔

حضرت امام دارمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، اُنہوں نے صالح سے، اُنہوں نے ثابت بنانی علیہ الرحمہ سے، فرماتے ہیں: کان انس بن مالک اذا اشفی علی ختم القرآن باللیل بقی منہ شیئا حتی یصبح فیجمع اہلہ فیختمہ معہم ۳۴ ”حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) رات کے وقت ختم قرآن میں لگے رہتے، جو کچھ (قرآن مجید) باقی رہ جاتا، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی تو آپ اپنے اہل و عیال کو جمع فرماتے پھر اُن کے ساتھ (مل کر) قرآن مجید کا ختم کرتے۔“

ختم قرآن مجید کی محفل میں جانے کے لئے کھڑے ہونا:

حضرت امام دارمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، اُن سے صالح مری نے بیان کیا، اُنہوں نے حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) سے بیان کیا: کان رجل یقرأ فی مسجد المدینۃ و کان ابن عباس قد وضع علیہ الرصد فاذا کان یوم ختمہ قام فتحول الیہ ۳۵ ”ایک شخص مدینہ منورہ کی مسجد میں قرآن مجید پڑھتا تھا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اُس پر کسی خبر گیر کو مقرر فرماتے تھے۔ جب ختم قرآن کا دن ہوتا تو (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وہاں جانے کے لئے کھڑے ہوتے۔“ الفاظ کے کچھ اختلاف سے اسی طرح ابن قیم الجوزی نے اپنی کتاب ”جلاء الافہام“ میں لکھا ہے بحوالہ ”فضائل القرآن“ (تالیف ابو عبید علیہ الرحمہ) حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص مدینہ منورہ میں رہتا تھا وہ اپنے دوستوں کے سامنے اول تا آخر پورا قرآن مجید ختم کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہاں آدمی بٹھا دیتے تھے: فاذا کان عند الختم جاء ابن عباس رضی اللہ عنہما فشہدہ ۳۶ ”اور جب

ختم قرآن مجید ہوتا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خود آ جاتے تھے۔
 (۳) حضرت حرب علیہ الرحمہ کی روایت میں ہے: استحب اذا ختم
 الرجل القرآن ان يجمع اهله و يدعو ۳۷ ”ختم قرآن مجید کے وقت
 اہل و اولاد کو جمع کر کے دُعا کرنا مستحب ہے۔“

ختم قرآن مجید کے موقع پر دوستوں کو بلانا:

(۴) ابو داؤد کی کتاب ”فضائل قرآن“ میں حضرت حکم علیہ الرحمہ سے روایت
 ہے، فرماتے ہیں، حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے مجھے بلایا، اُن کے پاس حضرت عبدہ بن
 ابی لبابہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، فرمایا ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ انسان رید ان
 نختم القرآن: ”ہم قرآن مجید ختم کرنا چاہتے ہیں“ وہ فرماتے ہیں: ان الدعاء
 يستجاب عند ختم القرآن ثم دعوا بدعوات ۳۸ ”بے شک ختم
 قرآن مجید کے موقع پر دُعا قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ دُعائیں مانگتے تھے۔“

ابو داؤد کی کتاب ”فضائل القرآن“ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
 سے دوسری روایت میں ہے: من ختم القرآن فله دعوة مستجابة ۳۹
 ”جو شخص قرآن مجید ختم کر کے دُعا کرے۔ اُس کی دُعا قبول ہوتی ہے۔“

ختم قرآن مجید کے موقع پر دُعا:

احادیث مبارکہ کی عظیم اور معتبر کتاب ”مجمع الزوائد“ میں ایک باب باندھا
 گیا ہے ”باب الدعاء عند ختم القرآن“ (ختم قرآن مجید کے موقع پر دُعا کا
 باب) اس باب میں پیارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی دو خوبصورت احادیث مبارکہ تحریر
 کی گئی ہیں جن میں ”ختم القرآن“ کا ذکر ہے۔

(۱) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم
 ﷺ نے فرمایا: من صلى صلاة فريضة فله دعوة مستجابة و من ختم

القرآن فله دعوة مستجابة ۴۰ ”جو شخص فرض نماز پڑھتا ہے اُس کی دُعا مستجاب ہوتی ہے اور جو کوئی ختم قرآن مجید کرتا ہے پس اُس کی دُعا (بھی) مستجاب ہوتی ہے۔“

(۲) حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ان انس بن مالک کان اذا ختم القرآن جمع اہله و ولده فدعا لهم ۴۱ ”حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید ختم فرماتے تو اپنے اہل و عیال اور اولاد کو جمع فرماتے اور اُن کے لئے دُعا کرتے۔“

محولہ بالا احادیث مبارکہ روایات اور ارشادات کے مطالعہ سے اُٹھھ اور تمسخر کی دنیا میں رہنے والا شخص جب ہجرت کر کے عقل و شعور کی دنیا میں آباد ہوگا اور ایک باوقار سلجھا ہوا صاحبِ ایمان شخص بن کر انسانی معاشرہ میں رہے گا۔ تو ”ختم شریف اور ختم قرآن مجید“ کو تسلیم کرے گا۔

یہ دنیا فانی ہے جو اس دنیا میں پیدا ہوا ہے اُسے بالآخر اس دنیا سے جانا بھی ہے۔ دنیا میں داخل ہونے کا پہلا دن اُس عمر سے جو رب ذوالجلال نے عطا فرمائی ہوتی ہے کمی کا دن ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ ایک انسان کی عمر بالفرض ۸۰ سال ہے تو جس دن وہ پیدا ہوا وہ دن اس میں سے کم ہو گیا اور جوں جوں پیدائش کے بعد دن بڑھتے جاتے ہیں توں توں عمر میں سے دن کم ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ”دنیا کوچ کر کے پیٹھ پھیر رہی ہے اور آخرت کوچ کر کے سامنے آ رہی ہے۔“ بالآخر انسان کے دنیا سے جانے کا وقت آ جاتا ہے اور وہ کل نفس ذائقۃ الموت کی منزل طے کر لیتا ہے۔ جب روح قبض ہو جاتی ہے تو اس دنیا سے عالم برزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر قیامت تک قبر میں رہے گا۔ آخر ایک دن قیامت برپا ہوگی جس دن انصاف اور فیصلہ ہوگا۔

اس دارِ فانی میں رہنے والے تمام لوگ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایک نہ

ایک دن اس دنیا سے جانا ہے۔ مرنے کے بعد کے حالات و معاملات میں لوگوں نے اختلاف ڈال دیا ہے۔ اس میں ایک قسم کے وہ لوگ ہیں جو نہ آخرت کو مانتے ہیں نہ حساب و کتاب کو۔ دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو آخرت کو تو مانتے ہیں لیکن فوت شدہ کے لئے دُعا و استغفار کو نہیں مانتے۔ تیسری قسم کے وہ لوگ جو آخرت کو بھی مانتے ہیں اور دُعا و استغفار کو بھی اور ایصالِ ثواب کو بھی۔ یہی لوگ دراصل طریقہ اسلام کو مانتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ نماز جنازہ ہو یا صدقات و خیرات، ایصالِ ثواب ہو دُعا کیں ہوں یا استغفار ہو ان سب چیزوں کا فائدہ صرف اور صرف ایمان والوں کو ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فرامین مقدسہ کی روشنی میں ان حقائق اور سچائیوں سے آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

سوال:- کیا ختم شریف بدعت ہے؟

جواب:- ختم شریف کو بدعت کہنا خود ایک بدعتِ سیئہ ہے۔ اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی قرآن مجید کا ختم کرتے تھے۔

سوال:- کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ختم شریف کے بعد کوئی کھانے پینے والی چیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کیا کرتے تھے؟

جواب:- جی ہاں!

سوال:- کبھی سنا نہیں؟

جواب:- آپ کی رہائش شاید ایسے محلے میں ہے جہاں قرآن مجید ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی قرآن مجید کے ختم کے موقع پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہو۔

جواب پر جواب:- نہیں ایسا تو کوئی مسئلہ نہیں۔ ہمارے محلے میں تو ختم بخاری اختتام بخاری اور تکمیل بخاری کا پروگرام ہوتا ہے۔ یہ ختم بخاری کا جشن ہر سال بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ ختم بخاری کرنے والے حضرات چھ چھ اور آٹھ آٹھ رنگ کے بڑے بڑے اشتہارات چھپاتے ہیں۔

جواب:- تو سنئے ختم بخاری یہ اصل میں بدعت ہے اور کُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ”ہر

بدعت گمراہی ہے۔“ ختم بخاری وہ عمل ہے جو نہ رسول کریم ﷺ نے کیا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ تابعین رضی اللہ عنہم نے۔ یہ پندرہویں صدی کے اُن لوگوں کی ایجاد ہے جو ختم قرآن کو بدعت کہتے ہیں۔ بھلا سوچو تو سہی قرآن مجید پہلے اترا یا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی بخاری شریف پہلے مرتب ہوئی۔

آپ کے محلے کے لوگ کیسے نادان ہیں کہ جو کتاب اللہ جل مجدہ الکریم نے نازل فرمائی جس کا دور خود رسول کریم ﷺ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ کرتے تھے اور قرآن پاک ختم کرتے تھے وہ تو بدعت ہوا۔ اور جس کتاب کا بنانا والا ایک غیر معصوم انسان امام بخاری علیہ الرحمہ ہے اُس کا ختم سنت ٹھہرا۔ سبحان اللہ! کیا من گھڑت بے علمی کی مویشگافیاں ہیں۔

سوال:- تو کیا ختم بخاری جائز نہیں؟

جواب:- اگر تو ختم قرآن مجید ناجائز ہے پھر ختم بخاری تو ناجائز ہی ناجائز ہے۔ اگر ختم قرآن مجید جائز ہے تو ختم بخاری بھی جائز ہے اور اگر ختم بخاری جائز ہے تو ختم قرآن بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

سوال:- ختم کے کیا معنی ہوئے؟

جواب:- یہاں ختم کے معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید کو سورۃ الفاتحہ سے شروع کر کے سورۃ الناس تک پڑھ لینا۔ جب کوئی مسلمان ”سورۃ الناس“ تک پہنچ جائے گا تو مقصد یہی ہوگا کہ میں نے پورا قرآن مجید پڑھ لیا یا قرآن شریف ختم کر لیا ہے۔ ایسے ہی ختم بخاری شریف سے بھی یہی مراد ہے۔ اسے شروع سے آخر تک پڑھ کر ختم کر لیا جاتا ہے اور پھر جہاں ”ختم بخاری“ یا ”تمکیل بخاری“ یا ”اختتام بخاری“ کا پروگرام ہوتا ہے وہاں بڑے بڑے نامی گرامی اونچی اونچی قراقلی ٹوپوں والے لوگ آتے ہیں اور بعد از پروگرام خوب کھانا کھاتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ دُعا کئے بغیر اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھے بغیر دیکھیں صاف کر دیتے ہیں۔ جبکہ جو لوگ ختم قرآن کرتے ہیں یا میلاد شریف یا گیارہویں شریف کا پروگرام کرتے ہیں وہ پروگرام کے اختتام پر کھانا سامنے رکھ کر

چند سورتیں تلاوت کرتے ہیں اور کھانے میں برکت کی دُعا کرتے ہیں اور پھر کھانا کھاتے ہیں۔ ان لوگوں کے کھانے میں یہ کمال ہے کہ ان کے کھانے کو شیطان نہیں کھاتا۔ اس لئے کہ جس کھانے پر بسم اللہ شریف پڑھی جائے وہ کھانا شیطان پر حرام ہو جاتا ہے اور جن پر چاروں قل شریف اور سورۃ الفاتحہ اور دیگر آیات مبارکہ پڑھی جائیں وہ چیزیں تو شیطان کے لئے حرام کے انتہائی درجہ پر ہوتی ہیں۔ جبکہ جس کھانے پر بسم اللہ شریف اور قل شریف نہ پڑھا جائے وہ کھانا شیطان کے لئے انتہائی لذیذ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ سوال:- یہ بات آپ محض طنز و مزاح کی بنیاد پر کر رہے ہیں یا واقعاً اور حقیقتاً ایسا ہوتا ہے؟

جواب:- طنز و مزاح کی بات نہیں ہے؟ آپ کو رسول کریم ﷺ کے ارشادات گرامی اور ان کے حوالہ جات بیان کر دیئے جاتے ہیں تاکہ اطمینان قلب حاصل ہو۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کھانے پر بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے شیطان اُس کھانے کو اپنے لیے حلال بنا لیتا ہے۔ ۴۲

(۲) حضرت امیہ بن محشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ”ایک شخص کھانا کھا رہا تھا تو اُس نے بسم اللہ نہ پڑھی حتیٰ کہ اُس کھانے کا ایک لقمہ باقی رہا تو اس نے کہا: بسم اللہ اولہ و آخرہ تو نبی کریم ﷺ مسکرائے۔ پھر فرمایا: پہلے تو شیطان اُس کے ساتھ کھاتا رہا جب اُس نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام لیا (یعنی بسم اللہ شریف پڑھی) تو شیطان نے قے کر کے سارا کھانا پیٹ سے نکال دیا۔“ ۴۳

سوال:- کیا کھانا سامنے رکھ کر دُعا کی جاسکتی ہے؟

جواب:- جی ہاں! کھانا سامنے رکھ کر دُعا کی جاسکتی ہے۔ رسول کریم ﷺ کھانا

سامنے رکھ کر دُعا فرماتے تھے۔

سوال :- کوئی واقعہ یا حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔

جواب :- جی ہاں! ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت اُمّ سُلَیْم رضی اللہ عنہا سے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور ہمارے پاس کچھ نہیں جو انہیں کھلائیں تو اُمّ سُلَیْم رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُمّ سُلَیْم (رضی اللہ عنہا) کو فرمایا: اے اُمّ سُلَیْم (رضی اللہ عنہا) تیرے پاس جو کچھ ہے وہ لے آ۔ حضرت اُمّ سُلَیْم (رضی اللہ عنہا) کے پاس جو روٹی تھی وہ لے آئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اس کے ٹکڑے کئے جائیں۔ حضرت اُمّ سُلَیْم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُس کے ٹکڑے کئے اور اُس میں گھی کا ڈبہ نچوڑا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ”پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر پڑھا جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا“ پھر فرمایا: دس آدمیوں کو بلاؤ کہ وہ کھائیں۔ اس طرح ستیرہ آدمیوں نے کھانا کھایا۔ ۴۴

عظیم الشان معجزہ دُعا اور برکت:

کھانے پر دُعا کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: (ایک سفر میں) لوگوں کے تو شے کم رہ گئے (یعنی کم ہو گئے) اور خالی ہاتھ ہو گئے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے اونٹ نحر کرنے کی اجازت لینے کے لئے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اجازت دے دی۔ اُن لوگوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے واقعہ بیان کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اونٹوں کے بعد تمہاری بقاء کیسے ہو

گی؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اونٹوں کے نحر ہو جانے کے بعد لوگوں کی بقاء کی صورت کیا ہوگی؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں اعلان کر دو بچے ہوئے تو شے لے کر حاضر ہوں (سب لے کر آئے) **فَدَعَا وَبَرَكَ عَلَيْهِ** ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی اور اُس پر برکت ڈالی“۔ پھر برتن منگوائے تو سب لوگوں نے اپنے برتن بھر لئے۔ جب لوگ اپنے برتن بھر کر فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ** ۴۵

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔“ یہ معجزہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت کی گواہی دی“ (تیسیر الباری جلد ۴ ص ۶۳)۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ معجزہ کا ظہور رسالت کی تائید ہے کیونکہ معجزات انبیاء کرام علیہم السلام کی صداقت پر شہادت کے موجب ہوتے ہیں۔ نیز اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کھانے پر دُعا کرنا مستحب ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ أَطْعَمَهُ اللَّهُ طَعَامًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ** یعنی ”جس کو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کھانا دے وہ اُس پر یہ دُعا کرے“ اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اس میں برکت عطا فرما۔“ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث شریف کے باب کا عنوان یوں ذکر کیا: **بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا** یعنی ”جب کھانے کا ارادہ کرے تو کیا دُعا کرے“ اس کے بعد دوسرے باب کا عنوان یہ ذکر کیا: **بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ** یعنی ”جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو کیا دُعا کرے“ معلوم ہوا کہ طعام کھانے سے پہلے اور اُس کے بعد دُعا کرنا مستحب ہے

جو لوگ کھانا آگے رکھ کر دُعا کرنے کو بُرا جانتے ہیں اور کھانا کھا بھی جاتے ہیں۔ انہیں نبی کریم ﷺ کے ارشادات مبارکہ کو آنکھیں کھول کر پڑھنے چاہئیں۔ اگر کھانا آگے رکھ کر دُعا کرنا ناجائز ہوتا تو نبی کریم ﷺ کبھی کھانا آگے رکھ کر برکت کے لئے دُعا نہ فرماتے۔ بات کرنے سے پہلے کچھ پڑھا اور سیکھ لینا چاہئے۔ بغیر علم کے بات کرنا اچھے لوگوں کا کام نہیں۔ جن لوگوں کے نزدیک کھانا آگے رکھ کر دُعا کرنا ناجائز ہے تو ان کو ایسا کھانا نہیں کھانا چاہیے۔

سوال:- کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کوئی ایسا واقعہ پیش کیا جاسکتا ہے جس میں اس بات کا ذکر ہو کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید یا کوئی سورت وغیرہ ختم کی ہو تو انہوں نے کھانا کھلایا ہو؟

جواب:- جی ہاں! احادیث مبارکہ میں اس کا ذکر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:-
موطاً امام مالک میں ص ۱۹۰ پر ہے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سورۃ البقرۃ آٹھ برس تک سیکھتے رہے۔ ۴۶ حاشیہ میں لکھا ہے یہ مقصد نہیں کہ معاذ اللہ ان کا حافظہ کمزور تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ سورۃ البقرۃ کے فرائض اور احکام اور اس کے متعلقات پر آٹھ برس تک غور کرتے رہے۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نافع سے اور وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ۱۲ سال میں سورۃ البقرۃ ختم کی اور اس کے ختم پر ایک اونٹ ذبح کیا۔ ۴۷

سوال:- کیا رشوت اور سود کے پیسے سے گیارہویں شریف یا نذر و نیاز دی جاسکتی ہے؟
جواب:- ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص سود یا رشوت کے مال سے ایسے اعمال کرے گا تو منظور نہیں ہوں گے اس لئے کہ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا ۴۸ ”اللہ تبارک و تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز کو قبول فرماتا ہے۔“

یاد رکھیں ایک سودیگیں جو حرام پیسے سے پکائی جائیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں نامنظور ہیں۔ اُن کے مقابلے میں سادہ روٹی اور چنے کی دال جو حلال پیسے سے پکا کر ختم شریف، گیارہویں شریف یا میلاد شریف کے لئے تقسیم کی جائے اُن سودیگوں سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اس لئے کہ حرام مال اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتا۔

سوال:- گیارہویں شریف کا مقصد کیا ہے؟

جواب:- یہ ایک تحفہ ہے جو پیر پیران حضرت غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

سوال:- کیا آپ کے والدین زندہ ہیں؟

جواب:- نہیں فوت ہو چکے ہیں۔

سوال:- تو آپ اپنے والدین کے لئے ختم شریف کا اہتمام کیوں نہیں کرتے؟

جواب:- آپ کو کس نے کہا ہے کہ نہیں کرتے۔ یاد رکھیں، بدگمانی نہیں کرنی چاہئے۔ ہم تو اپنے والدین کے ایصالِ ثواب کے لئے ختم شریف کا باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں۔

سوال:- کیا گیارہویں شریف کی طرح؟

جواب:- جی ہاں!

سوال:- گیارہویں شریف سے لگاؤ زیادہ محسوس ہوتا ہے؟

جواب:- ہاں! الحمد للہ ہمیں تو لگاؤ ہے۔ لیکن معترضین کو چونکہ گیارہویں شریف سے پریشانی ہوتی ہے اور جو چیزیں پریشانی کا باعث ہوں وہ زیادہ محسوس ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ گیارہویں شریف کا پروگرام مساجد میں ہوتا ہے جبکہ والدین کے لئے ختم و ایصالِ ثواب کا اہتمام گھروں میں ہوتا ہے۔

سوال:- گیارہویں شریف یا بزرگانِ دین کے لئے ختم شریف آخر اس اہتمام کی کیا ضرورت ہے؟

(۱) یہ تحفہ بھیجنے کی غرض سے ہے، تحفہ ہمیشہ اُس کو دیا جاتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے اور جس سے محبت ہوگی قیامت کے دن اُس کا ساتھ نصیب ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: **الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ** ۴۹ ”انسان اُسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی“ اُسی کو تحفہ نذرانہ دیا جاتا ہے چونکہ اولیاء اللہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں اس لئے اُن کے ساتھ اپنا تعلق محبت اور اظہار وابستگی مختلف جائز انداز سے کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال حدیث شریف میں موجود ہے۔

رسول کریم ﷺ کی طرف سے قربانی:

حضرت حنث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَإِنَا أُضَحِّي عَنْهُ** ۵۰

”میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا، دو بکروں کی قربانی کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا مجھے رسول کریم ﷺ نے وصیت فرمائی ہے کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔“ لہذا (ایک قربانی) میں حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے بھی کرتا ہوں۔

مسئلہ نمبر ۱: سرکارِ کائنات ﷺ کے نام کی قربانی حضرت علی کریم اللہ وجہہ الکریم کی سنت ہے اور آپ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ عظیم تبرک ہے۔ اہل ایمان برکت کے لئے ذوق شوق سے کھائیں۔ آج بھی بعض صاحب استطاعت عشاق نبی کریم ﷺ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں اور کئی عاشقان رسول کریم ﷺ گائے یا اونٹ ذبح کرتے ہیں تو حضور نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت امام حسین، حضرت داتا گنج بخش، حضرت غوث اعظم یا اپنے شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی قربانی کرتے ہیں۔

۴۹ بخاری حدیث نمبر ۶۱۶۹، مسلم حدیث نمبر ۲۶۴۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۵۱۴۷، ترمذی حدیث نمبر ۲۳۸۶، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۰۸-۵۰۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۹، ترمذی جلد ۵ ص ۲۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔

سوال :- کیا کسی کے وصال کے بعد اُن کو تحفہ یا ثواب پہنچانے کے لئے کھانا تقسیم کر سکتے ہیں اور یہ کھانا انہیں پہنچتا ہے؟

جواب :- جی ہاں! تقسیم کر سکتے ہیں اور عالم ارواح میں اُن کو یہ تحفہ پہنچتا ہے۔
ہاں البتہ کبھی عالم ارواح میں وہ چیزیں پیش ہوتی ہوئی نظر بھی آتی ہیں مگر مانے گا وہ جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قلب سلیم اور نور ایمان سے مزین فرمایا ہے۔
آئیے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے۔ درالشمین فی مبشرات النبی الامین ﷺ اُس میں نقل فرماتے ہیں۔

واقعہ نمبر ۱:

الحديث الثانی والعشرون اخبرني سيدي الوالد قال كنت اضع في ايام المولد طعاما صلّه بالنبي ﷺ فلم يفتح لي سنة من السنين شئى اضع به طعاما فلم اجد الا حمصا مقليا فقسّمته بين الناس فرأيتّه ﷺ وبين يديه هذه الحمص متبها بشاشا اے ”میرے والد بزرگوار نے مجھے خبر دی فرمایا کہ میں میلاد پاک کی خوشی میں میلاد النبی ﷺ کے روز کھانا پکوا یا کرتا تھا۔ ایک سال میں اتنا تنگ دست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر بھنے ہوئے چنے۔ میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کئے تو کیا دیکھا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے روبرو وہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ ہشاش بشاش ہیں۔“

واقعہ نمبر ۲:

شیخ الحدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اخبار الاخبار شریف میں حضرت شیخ ملک زین الدین وزیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات لکھتے ہیں۔

وتمام متعلقان اواز خدمت گاراں وغیرہم ہمہ نصف شب آخر برای تہجد می بر خاستند و تا وقت چاشت در منزل او جز باشارت دست و زبان کار نمی شد از جهت مشغولی اوراد و نوافل گویند کہ ویرا شب جمعہ بروح مطہر رسول ﷺ مقدار چند من برنج قبولی می چکنند کہ بر ہر برنجی سہ کرت قل ھو اللہ احد خواندہ می دمیدند ۵۲ اور تمام متعلقین اور خدمت گارو غیرہ آدھی رات کے بعد نماز تہجد پڑھنے اٹھ بیٹھتے تھے۔ پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی شخص اشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعۃ المبارک کی رات آتی تو کئی من چاول رسول کریم ﷺ کی روح پر فتوح کو نذرانہ بھیجنے کیلئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا۔

سوال:- فاتحہ مروجہ کے بارے میں کسی ایسے شخص کا حوالہ پیش کریں جس کو دیوبندی حضرات یا غیر مقلدین مانیں؟

جواب:- سچائی کسی مسلک کی محتاج نہیں۔ اسی سوچ نے سارا نظام خراب کر دیا ہے ایک بات ایک شخص کہتا ہے جو ۱۰۰ فیصد صحیح ہوتی ہے مگر اُس بات کو اس لئے نہیں مانا جاتا کہ دلیل مانگنے والا سچائی کی عظمت کا قائل نہیں بلکہ اپنے پسندیدہ شخص کو دیکھتا ہے جبکہ اسلام اس چیز کو پسند نہیں کرتا۔ بعض اوقات بات ایک جیسی ہوتی ہے مگر افراد کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کی وجہ سے سچی بات کا خون ہو جاتا ہے۔

بہر حال ایک ایسی شخصیت کا فتویٰ پیش کیا جاتا ہے جنہیں اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبٹھوی صاحبان اپنا روحانی پیشوا اور رہنما مانتے ہیں یعنی حاجی امداد اللہ مہاجر کی صاحب۔ آپ فرماتے ہیں:-

”نفس ایصال ثواب بار و ارج اموات میں کسی کو کلام نہیں..... سلف کی تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مساکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر مواقف

قلب و لسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے اس طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشاڑ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دُعا ہے اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دُعا کی امید ہے تو اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے گا کہ جمع بین عبادتین ہے۔

ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
قرآن مجید کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے کہا دُعا کے لئے رفع یدین سنت ہے تو ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اُس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے۔ اُس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ دیا پس یہ ہیئت کزانیہ حاصل ہو گئی۔ رہا تعین تاریخ تو یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمولی ہو اُس وقت وہ یاد آ جاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے۔ ذہین آدمی غور کرنے سے سمجھ سکتا ہے۔ ۵۳

گیارہویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دسویں بیسیوں چہلم، ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور سرمئی حضرت شاہ بعلی قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ ۵۴

گیارہویں شریف کتنا اچھا کام ہے۔ گیارہویں شریف کے پروگرام میں ۵۳ از ہفت مسئلہ دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا ص ۸۱ (کلیات امدادیہ)۔ ۵۴ از ہفت مسئلہ دوسرا مسئلہ فاتحہ مروجہ کا ص ۸۲ (کلیات امدادیہ)۔

تلاوت قرآن مجید ہوتی ہے، نعت مصطفیٰ کریم ﷺ پڑھی جاتی ہے۔ حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ کی منقبت سنائی جاتی ہے اور بزرگانِ دین، اولیاء کرام کے حالات سنائے جاتے ہیں، درود و سلام پڑھا جاتا ہے۔ ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے۔ حاضرین کو شرینی و طعام پیش کیا جاتا ہے۔ تبلیغِ دین کے لئے صحیح العقیدہ سنی علماء کرام کی عقائد کو پختہ کرنے والی اور اعمال کو درست کرنے والی کتابیں تقسیم کی جاتی ہیں۔

تلاوت کا ثواب ایک حرف کے بدلے میں دس نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ذکر و فکر میں آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ مبارکہ اور حالات و واقعات بیان ہوتے ہیں۔ سنتِ الہیہ اور سنتِ رسول کریم ﷺ کی روشنی میں اوامر و نواہی، درس و تدریس، معجزات و کرامات کا بیان ہوتا ہے۔ درود و سلام کی برکت سے پڑھنے والوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، درجات بلند ہوتے ہیں، رحمتوں کی بارش ہوتی ہے اور خود رب ذوالجلال والا کرام درود و سلام پڑھنے والوں پر درود بھیجتا ہے۔ ذکر الہی اور ذکر مصطفیٰ کریم ﷺ کی برکت سے وہ جگہیں جنت کے باغ بن جاتی ہیں۔ ایصالِ ثواب دُعا و استغفار کے ذریعے دینِ اسلام کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔

بندہ پروردگار امّت احمد نبی ﷺ

دوست دار چار یارم تا باولاد علی ﷺ

مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل اللہ ﷺ

خاکِ پائے غوثِ اعظم زیرِ سیاہ ہر ولی

سوال: بعض لوگ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ﷺ لکھتے ہیں کیا ایسا لکھنا جائز ہے؟

جواب: جی ہاں! جائز ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے آپ کے حالات لکھتے وقت شروع میں آپ کا نام نامی اسم گرامی بڑے القاب کے ساتھ لکھا ہے۔ اور آخر میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا ہے۔

سوال: کیا قرآن مجید اور کتب احادیثِ مبارکہ سے اس کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں

کہ جو شخصیت صحابی نہ ہو اُس کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھ سکتے ہیں؟
جواب: اس سوال کے جواب کے لئے اہم ترین ماخذ قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید سے رہنمائی کی ضرورت ہے۔ قرآن مجید میں کل چار آیات مبارکہ ہیں جن میں ﷺ کے کلمات آتے ہیں۔

(۱) سورة المائدة آیت نمبر ۱۱۹ (۲) سورة التوبة آیت نمبر ۱۰۰

(۲) سورة المجادلة آیت نمبر ۲۲ (۳) سورة البينة آیت نمبر ۸

ان کے علاوہ ایک آیت میں لقد رضى الله عن المؤمنين آتا ہے۔ (سورة الفتح آیت نمبر ۱۸)

سورة المائدة آیت نمبر ۱۱۹۔

(۱) قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○ ”اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں پیچوں کو اُن کا سچ کام آئے گا۔ اُن کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہیں اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے راضی۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

سورة التوبة کی آیت نمبر ۱۰۰ میں ہے:

(۲) وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ○ ”اور وہ سب سے اگلے پہلے، مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے

اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے راضی۔ اُن کے لئے باغات تیار رکھے گئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“

سورۃ المجادلۃ کی آیت نمبر ۲۲ میں ہے:

(۳) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ط رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ط أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ط أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ ”جو لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں تم نہ پاؤ گے کہ وہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ (جل جلالہ) اور اُس کے رسول (ﷺ) سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد کی اور انہیں اُن باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن سے راضی اور وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے راضی۔ یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی جماعت ہے۔ سنتا ہے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی ہی جماعت کامیاب ہے۔“

سورۃ البینہ کی آیت نمبر ۸ میں ہے:

(۴) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ط جَزَاءُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ عَدْنٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ط رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ط ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ○ ”بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے وہ تمام مخلوق میں بہترین ہیں اُن کا صلہ اُن کے رب کے پاس ہے۔ بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں۔ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُن سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ یہ اُس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔“

سورۃ الفتح کی آیت نمبر ۱۸ میں ہے:

(۵) لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝

”بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) راضی ہوا۔ ایمان والوں سے جب وہ اُس پیڑ کے نیچے آپ (ﷺ) کی بیعت کرتے تھے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے تو اُن پر اطمینان اتارا اور اُن کو جلد آنے والی فتح کا انعام عطا فرمایا۔“

مذکورہ بالا آیت مبارکہ نمبر ۱ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سچوں کا ذکر فرمایا ہے کہ سچوں کا سچ قیامت کے دن کام آئے گا اُن کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ سچے لوگ جنتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اُن لوگوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے ”ﷺ“۔ اس سے معلوم ہر سچے کو ”ﷺ“ کہہ سکتے ہیں۔

یہاں اس آیت مبارکہ میں ”رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ“ کا لفظ صحابہ کرام کے لئے خاص نہیں ہے۔ قیامت تک جتنے بھی سچ بولنے والے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے وہ اس آیت کی بشارت کے مصداق ہوں گے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے سورۃ الفاتحہ شریف میں پڑھتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہ ”ہمیں سیدھی راہ چلا اُن لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا۔“

”جن پر انعام ہوا“ وہ کون ہیں؟ وہ یہ مقبول ہستیاں ہیں۔

أَنعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ۝

”جن پر اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے انعام فرمایا وہ ہیں، یعنی انبیاء کرام (علیہم السلام) صدیقین، شہداء اور نیک لوگ۔ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔“۔ انبیاء کرام (علیہم السلام) کا سلسلہ تو رسول کریم ﷺ کے تشریف لانے پر ختم ہو چکا ہے لیکن صدیقین، شہداء اور صالحین قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور صدیقوں، شہداء اور صالحین سے اللہ تبارک و تعالیٰ راضی ہے (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ)

دوسری آیت مبارکہ میں سابقون اولون مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے اُن کے ساتھ ہی والذین اتبعوہم باحسان یعنی ”اور وہ لوگ جو اُن کے پیرو ہوئے“ اُن کا ذکر ہوا ہے۔ اُن سے مراد باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور قیامت تک کے تمام مسلمان جو مہاجرین انصار اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی اطاعت اور پیروی کرنے والے ہیں مراد ہیں۔ ایسے لوگ کثیر تعداد میں اب بھی دنیا میں موجود ہیں۔ اس لئے وہ لوگ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے پیروکار ہیں اُن کو بھی ”رضی اللہ عنہ“ کہہ سکتے ہیں۔

تیسری آیت مبارکہ جو کہ سورۃ المجادلۃ کی آیت نمبر ۲۲ ہے، میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مومن کامل کی علامت یہ ہے کہ اُس کا دل نہ تو کفار کی طرف جھکتا ہے اور نہ ہی اُس کے دل میں اُن کی محبت ہوتی ہے (جیسی ایمان والوں سے ہونی چاہئے) اگرچہ اُس کے ماں باپ، بہن بھائی رشتہ دار ہی ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا دل دشمنان پروردگار ﷺ اور دشمنان رسول کریم ﷺ کی محبت اپنے دل میں نہیں آنے دیتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زندگیاں اس کی جیتی جاگتی تفسیر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ربیعہ کو واصل جہنم کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو حضرت مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن عمیر کو بدر میں واصل جہنم کیا۔ اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا جن کے دلوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور انہیں ایمان پر استقامت عطا فرمادی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اُن سے راضی ہے خواہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ہوں جو ان ارشادات کا اول مصداق ہیں یا اولیاء کرام اور بزرگان دین ہوں جو اپنے سینوں میں نور ایمان رکھتے ہیں انہیں ”رضی اللہ عنہ“ کہہ سکتے ہیں۔

تمام دلائل اور باتوں کا جواب سورۃ البینہ میں مل جاتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان الذین امنوا و عملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ ۵ جزاء ہم عند ربہم جنات عدن تجری من تحتہا الانہر

خالدین فیہا ابدًا ” بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے وہ تمام مخلوق سے بہتر ہیں۔ اُن کا صلہ اُن کے رب کے پاس باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔“

جو کلمہ پڑھنے والا ایمان والا اور اعمال صالحہ کرنے والا ہے اُس کے لئے مذکورہ بالا انعام ہے اور وہ ایسا خوش نصیب ہے کہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ہر ولی (اللہ تبارک و تعالیٰ اُن سے راضی اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے راضی)۔

اس آیت مبارکہ سے بھی معلوم ہوا، ہر ولی اور بزرگ کو ”رضی اللہ عنہ“ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس آیت کے آخر میں ہے ذلک لمن خشی ربہ ”یہ اس لئے کہ جو اپنے رب سے ڈرے“ جس قدر ایمان کامل اسی قدر خوفِ الہی زیادہ۔ جس کے دل میں خوفِ الہی ہو وہ بہترین مخلوق ہے۔ اُس کے لئے ”رضی اللہ عنہ“ کہنا درست ہے چاہے صحابی رضی اللہ عنہ ہو یا تابعین یا ائمہ مجتہدین صحیح العقیدہ متقی پرہیزگار مفسرین اور بزرگانِ دین رضی اللہ عنہ۔

گو جب مذکورہ بالا آیات مبارکہ نازل ہو رہی تھیں اُس وقت نبی کریم ﷺ کی محبت کا فیض پانے والے جو لوگ موجود تھے۔ وہ اولین حقدار ہیں کہ انہیں رضی اللہ عنہ کہا جائے۔ لیکن بعد میں پیدا ہونے والوں کے لئے نہ تو ”رضی اللہ عنہ“ کہنے کی پابندی ہے اور نہ ہی شریعت اسلامیہ کے کسی قانون کی خلاف ورزی ہے۔ عام طور پر جب کسی کو ”رضی اللہ عنہ“ کہا جاتا ہے تو سننے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ صحابی (رضی اللہ عنہ) ہے۔ اولیاء کرام کے لئے عام طور پر رحمتہ اللہ علیہ کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ لیکن کتابِ الہی میں قیامت تک آنے والے ایمان والوں کے لئے پیغامِ حیات اور ضابطہٗ اخلاق ہے۔ لہذا جو جو ان شرائط کو پورا کرے وہ رضی اللہ عنہ کہلانے کا حقدار ہے اس لئے غیر صحابی کو بھی ”رضی اللہ عنہ“ کہنا صحیح ہے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ خود ایسا فرماتا ہے تو ہمارے لئے قرآن مجید رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ آیات قرآنیہ یہ بتاتی ہیں کہ جو صحابی نہ ہو اُس کو بھی رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

بعض لوگ جو مطالعہ کی کمی کا شکار ہیں ائمہ دین اور بزرگوں کے لئے

”ﷺ“ کہنے پر جربز ہوتے ہیں، اُن کی معلومات کے لئے تحریر ہے کہ امام بخاری جو نہ تو صحابی ہے نہ ہی تابعی اُن کی کتاب ”الادب المفرد“ شائع کرنے والوں نے اُن کا نام لکھا ہے۔ الامام الحافظ محمد اسماعیل بخاری ﷺ (چھاپہ بیروت) ابن قیم الجوزی صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے ”جلاء الافہام“ (چھاپہ بیروت)۔ اس کتاب میں موصوف نے اپنے استاد ابن تیمیہ صاحب کو ﷺ لکھا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو مدینہ منورہ میں دربار نبی کریم ﷺ کی حاضری بار بار نصیب فرمائے۔ وہاں ریاض الحجۃ کے بعد اصحاب صفہ کے چبوترے کے قریب جو بڑا صحن بنا ہے جہاں چھتریاں لگی ہیں وہاں چار دیواری پر مختلف بزرگوں کے نام لکھے ہیں مثلاً حضرت نعمان بن ثابت (ابو حنیفہ ﷺ) حضرت امام احمد بن حنبل ﷺ، حضرت امام مالک ﷺ، حضرت امام شافعی ﷺ، حضرت امام جعفر صادق ﷺ۔

یا اللہ جل جلالہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کامل پیر و مرشد یوسف مصر محبت

ہر دور میں ایسی ہستیاں پیدا ہوتی ہیں جنہوں نے اپنی انقلابی اور اصلاحی تحریکوں سے نسل انسانیت کی دنیا و آخرت کو سنوارنے کا فریضہ ادا کیا ہے۔ انہی برگزیدہ ہستیوں میں ایک نابغہ روزگار شخصیت پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی ٹکینہ قدس سرہ العزیز ہیں۔ جنہوں نے اپنی سیرت و کردار اور دعوت و تبلیغ سے ہزار ہا انسانوں کو صراطِ مستقیم کی طرف گامزن فرمایا۔

بندۂ ناچیز میر احمد یوسفی کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ ناچیز نے اپنے کامل پیر و مرشد کے حالات زندگی اور سیرت و کردار اور مشن کو ”یوسف مصر محبت“ کے عنوان سے انتہائی خوبصورت سادہ اور دلنشین انداز میں رقم کیا ہے۔ ”یوسف مصر محبت“ عرف عام میں محض حالات زندگی پر مشتمل کتاب نہیں بلکہ عقائد کی چٹنگی، اعمال کی درستگی، قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے علوم کا بہترین مجموعہ ہے۔

ملنے کا پتا: جامع مسجد ٹکینہ A-977، بلاک بی III، گجر پورہ سکیم لاہور۔ 6846677

یارھویں شریف

لے یارھویں والے دا ناں تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی
 جے نہ بیعت دا پٹہ گل پایا موت جاہلاں مر جائیں گی
 توں مرشد پکڑ وسیلہ رب دے گھر جائیں گی
 گیاں وہلیاں وقت وہا توں سِکدی مر جائیں گی
 چھڈ غوث پیا دے در نوں توں کیمڑے در جائیں گی
 لے یارھویں والے دا ناں تے ڈبی ہوئی تر جائیں گی
 غوث پیا توں میں صدقے جانواں جندڑی اپنی میں گھول گھمانواں
 جس دی لوح محفوظ نگاہ نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی
 جو کوئی اُس دے در تے جاوے اُس توں خالی مول نہ آوے
 پیٹھاں قدماں گل اولیاء ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی
 جو کوئی غوث دی یارھویں دیوے گھر پیٹھیاں سب نعمت لیوے
 ہو جاوے فضل خدا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی
 رل مل کے تے سب بہہ جاییں مدح مناقب غوث دے گائیے
 دیوے گا رنگ چڑھا ، نی ڈبی ہوئی تر جائے گی
 چوری نوں جد چور اک آیا غوث الاعظم کرم کمایا
 دِتا سی قطب بنا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی
 شاہ نقشبند تے غوث سی آئے اسمائیل دے پیر نوں فیض پہنچائے
 دِتا سی رنگ چڑھا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی

ڈاکواں جنگل وچہ گھیرا پایا عجمیاں غوث دا نام تہایا
کھڑاواں مار کے تے لیا سی بچا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی
یاراں قدمی رکھ میں واری نزہتہ الخاطر الفاطر چہ قاری
لکھے عمر بازار تھیں لیا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی
عبدالقادر شیاء اللہ اعینونی یا عباد اللہ
کدھ طبرانی جا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی
حسنی حسینی پشت غوث دی اے یارہویں صحیح وصال عبدالحق دے یارہویں
ماثبت بالسنۃ دکھا نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی
یارہویں چنوں خود غوث الاعظم پاک نبی دا کرم سی چہلم
وکیہ یافعی دی قرۃ الناظرۃ ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی
اک بڈھی نے عرض گزاری بیڑی سنے جج ڈب گئی سی ساری
گئے باراں سال وہا ، نی ڈبی ہوئی تر جائیں گی
ڈبیا پُت دریا وچہ میرا گل ولیاں دے کندھے قدم ہے تیرا
کہیا فکر نہ کر گھر جا ، ڈبی ہوئی تر جائیں گی
غوث پیا نے ہتھ اٹھائے زور دے نعرے تن لگائے
یوسف بیڑی بنے لگی سی آ ، ڈبی ہوئی تر جائیں گی
پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی جناب حضرت علامہ حاجی محمد یوسف
علی ٹکینہ سرکار رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس قدر مشہور ہوئی کہ ہر اپنے بیگانے موافق و مخالف کی
زبان پر چڑھی ہوئی ہیں۔

نوٹ: یہ منقبت مجمع انوار ٹکینہ پیر صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی زم زم صاحب نے بندہ ناچیز
منیر احمد یوسفی کو بغرض اشاعت عنایت فرمائی۔

گیارہویں شریف کیا ہے؟

منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے) چیف ایڈیٹر ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور کی تصنیف کردہ کتب

نمبر شمار	نام کتب	ہدیہ	نمبر شمار	نام کتب	ہدیہ
1	ایصال ثواب	40 روپے	16	رمضان المبارک کے فضائل و مسائل	40 روپے
2	حدیث قسطنطنیہ	30 روپے	17	علامات قیامت	20 روپے
3	آداب دُعا	80 روپے	18	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	30 روپے
4	قُل شریف کیا ہے؟	30 روپے	19	لیلۃ القدر عید الفطر اور مسائل فطر	20 روپے
5	عظیم قرآنی دُعا	70 روپے	20	مقدس دُعائیں	40 روپے
6	مسجد اور امامت	20 روپے	21	والدین و اولاد کے حقوق	80 روپے
7	مسائل قربانی	30 روپے	22	حج و عمرہ زیارت	60 روپے
8	عید میلاد النبی ﷺ	40 روپے	23	آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں!	90 روپے
9	آخری چہار شعبہ	20 روپے	24	چالیسواں کیا ہے؟	40 روپے
10	نکاح نصف دین ہے	40 روپے	25	یوسف مصر محبت	150 روپے
11	ہمسایوں کے حقوق	40 روپے	26	استغفر اللہ	30 روپے
12	ختم کے معانی	30 روپے	27	دعوت و تبلیغ	10 روپے
13	مجھے نماز سے پیار ہے	40 روپے	28	پاکیزگی نصف ایمان ہے	30 روپے
14	تحفہ معراج شریف	20 روپے	29	شفاء بوسیله قرآنی مجید و منزل	20 روپے
15	سجدہ تعظیمی حرام ہے	20 روپے	30	آداب دُعا و اوقات قبولیت	80 روپے

ملنے کا پتا:

جامع مسجد نمینہ 977-A بلاک بی III، گجر پورہ سکیم لاہور 4730747-0322، 6823128